# ...... ''پچھتاوا'' ......

کچھ لوگوں نے اپنی عادت سی بنالی ہے کہ پچھتائیں گے اور کر کے پچھتائیں گے، حالانکہ کہا یہ جاتا ہے کہ عقل کا تقاضا ہے کہ دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے اور ان کے عمل کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے حالات کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے کہ آیا یہ عمل یا فعل قابل عمل ہے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورتحال سے نیک نامی یا بدنامی...... اگر نیک نامی ہے تو بسم اللہ اور اگر بدنامی ہے تو زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں، ایک طرف ہو جائیے، بعد میں پچھتانا نہیں پڑے گا۔

ہاں کچھ عمل ایسے ضرور ہیں کہ بدنامی کا باعث بھی نہیں ہوتے لیکن ایک اچھا چانس ضائع ہو جاتا ہے اور بندہ افسوس کرتا رہ جاتا ہے، اس لئے بزرگ فرما گئے ہیں کہ پہلے تولو پھر بولو، اسی طرح پہلے سوچو پھر عمل کرو۔ ہر وہ کام جس کے کرنے کا ہمیں شریعت حکم دیتی ہے اس پر سوچنے کی ضرورت ہی نہیں وہ تو انشاء اللہ کرنے ہی کرنے ہیں، اس لئے کہ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کا مطلب ہی یہ ہے کہ اپنی رضا کو رب کی رضا کے تابع کر دینا اور شریعت کے تمام احکام رب کی رضا کے ہی ہیں اور افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ ہم اور ہمارا مذہب جب دنیا کے سامنے آتے ہیں تو ایک واضح فرق کے ساتھ ہوتے ہیں۔ غیر مسلم ہمارے دین کے بارے میں پڑھ کر جب ہم سے ملتے ہیں تو سوچتے رہ جاتے ہیں کہ آیا یہ وہی لوگ ہیں جن کا دین اتنا پیارا، ان کے دین کی باتیں اتنی پیاری، پیار و محبت اور حقوق کا یہ عالم کہ انسان تو انسان جانوروں تک کے حقوق ان کے دین میں بیان کئے گئے ہیں اور ہمارے اعمال دوسرے الفاظ میں ''کرتوت'' دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں اور وہ غیر مسلم جو ہماری طرف بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں ہمارے اعمال کی وجہ سے دور چلے جاتے ہیں۔

یہ تو ہم ان غیر مسلموں کی بات کر رہے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ہر مسلمان ویسا ہی ہوگا جیسا کہ ہونا چاہئے اور جب ان کو وہ رزلٹ ہم میں نظر نہیں آتا تو دور ہو جاتے ہیں، اس کے باوجود وہ غیر مسلم جو سمجھتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں، وہ بفضل خدا دین میں داخل ہو جاتے ہیں اسی لئے آج دنیا میں سب سے تیزی سے پھیلنے والا مذہب اسلام ہی ہے۔ اگر ہم اپنے معاملات اور اخلاق بہتر کر لیں اور دین کے مطابق کر لیں تو امید ہے کہ انشاء اللہ دین میں داخل ہونے والوں کی تعداد اور بڑھے گی۔

آج ہم یہاں ہانگ کانگ میں 25 ہزار کے قریب صرف پاکستانی مسلمان ہیں، چائنہ میں بھی ٹھیک ٹھاک تعداد مسلمانوں کی اپنے کاروبار میں مصروف ہے اور جس تیزی کے ساتھ اسلام چائنہ میں شروع میں پھیلا تھا کیا ہم اس قسم کا رزلٹ دے رہے ہیں؟ جواب ہم میں سے ہر ایک کے پاس ''نہیں'' کی صورت میں ہوگا...... حالانکہ ہم میں سے بیشتر لوگ اچھی چائنیز زبان بول لیتے ہیں، چائنیز زبان میں

اسلام کے بارے میں مواد بھی کافی ہے، کیا وہ لوگ جو اسلام کے شروع کے دور میں چائنہ آئے تھے وہ لوگ بھی اچھی چائنیز زبان بول لیتے تھے یا ان کو بھی چائنہ زبان میں دینی مواد میسر تھا جو یہاں لوگوں کو دے دیا کرتے تھے تو اب بھی جواب ''نہیں'' کی صورت میں ہوگا۔

وہ کیا وجوہات تھیں کہ ان کے یہاں آنے سے دین اتنی تیزی سے پھیلا اس پر ہمیں سوچنا چاہئے اور سوچنے کے بعد جو چیز ہمارے ذہنوں میں آئے گی، وہ یہی ہے کہ وہ لوگ اپنے عقائد اور عبادات کے علاوہ معاشرت، معاملات اور اخلاق میں بہترین تھے۔ انہوں نے اگر یہاں کاروبار کیا تو کچھ اس طریقے سے معاملات کئے کہ غیر مسلم صرف ان سے ڈیل کرنا ہی بہتر سمجھتے تھے، انہوں نے اپنے اخلاق سے لوگوں کے دل موم کر لئے تھے اور رزلٹ یہ آ رہا تھا کہ لوگ دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔

چلیں چائنہ کی بات چھوڑتے ہیں...... اپنے ہاں چلتے ہیں جب ہندو پاک میں مسلمان آنا شروع ہوئے تو وہاں بھی کچھ ایسا نظام قائم کیا کہ لوگ ان کے معاملات اور اخلاق سے متاثر ہوتے گئے اور دین کی طرف آتے گئے، اپنے ہندو پاک کو بھی چھوڑیئے، دنیا میں جہاں جہاں دین پھیلا وہاں پر گئے ہوئے مسلمانوں کے قول و فعل کو دیکھ کر دین کی طرف لوگ آتے گئے۔

آج وہ مسلمان جو تاجر بھی تھے، مزدور بھی تھے، لیکن ساتھ ساتھ دین کے چلتے پھرتے مبلغ تھے، اس دنیا میں موجود نہیں...... لیکن ان کے لگائے ہوئے درخت آج بھی پھل دے رہے ہیں۔ وقت تو گزرتا جا رہا ہے اچھے اخلاق اور بہتر معاملات کرتے ہوئے ہم نے بھی غیر مسلموں کی طرف دین کی دعوت دینی ہے، ہم نے ان کو یہ نہیں کہنا کہ میرے پیارے اللہ کا یہ حکم ہے اور میرے پیارے آقاؐ نے یوں یوں کیا بلکہ کوشش کر کے نبی کریمؐ کی سنت پر چل کر ان کے لئے نمونہ بن جانا ہے۔

وہ واقعہ تو سب کو یاد ہوگا کہ ایک بوڑھی غیر مسلم خاتون ہمارے پیارے نبی حضرت محمدؐ پر گھر کا کوڑا کچرا پھینکا کرتی تھی اور جب اس روٹین میں کچھ دن کمی ہوئی تو پیارے نبیؐ نے خوشی کا اظہار نہیں کیا بلکہ پریشان ہو کر صحابہ کرامؓ سے پوچھا تھا کہ وہ کچرا پھینکنے والی اب کچرا کیوں نہیں پھینک رہی، صحابہ کرام کا جواب تھا کہ وہ بیمار ہے، آپؐ مزید پریشان ہوئے اور ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، اب اس بوڑھی خاتون کے پاس اتنے اچھے اخلاق کا کوئی جواب نہ تھا کہ جس کو میں تکلیف دیتی رہی ہوں وہ میری تکلیف میں بے چین ہے۔ یہ واقعہ اس بوڑھی خاتون کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتا ہے اور وہ مسلمان ہو جاتی ہیں۔

آج ہم زبان و بیان کی بھرپور قدرت رکھتے ہوئے اعمال کی طرف سے بے فکر ہیں...... اور یہ نہ ہو کہ بعد میں پچھتانا پڑے، ان لوگوں کی طرح جن کو چانس ملا ہو اور انہوں نے ضائع کر دیا ہو...... ان لوگوں کی طرح، جو صرف پچھتانا جانتے ہیں...... ان لوگوں کی طرح، جو صرف دنیا میں ہی کماتے چلے گئے...... ان لوگوں کی طرح، جو آئے اپنے کام سے کام رکھا دوسروں طرف سے بے فکر رہے۔

آج ضرورت ہے کہ نہ صرف اپنی بلکہ اوروں کی بھی فکر کی جائے، غیر مسلموں کے ملک میں رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی کوشش کریں اور ان کو بتائیں کہ ہم غلامان مصطفیٰؐ ہیں اور ہمارے نبی کریمؐ کے اخلاق ایسے اچھے تھے......

ہم بول کر نہیں بلکہ کر کے بتائیں...... اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو، آمین